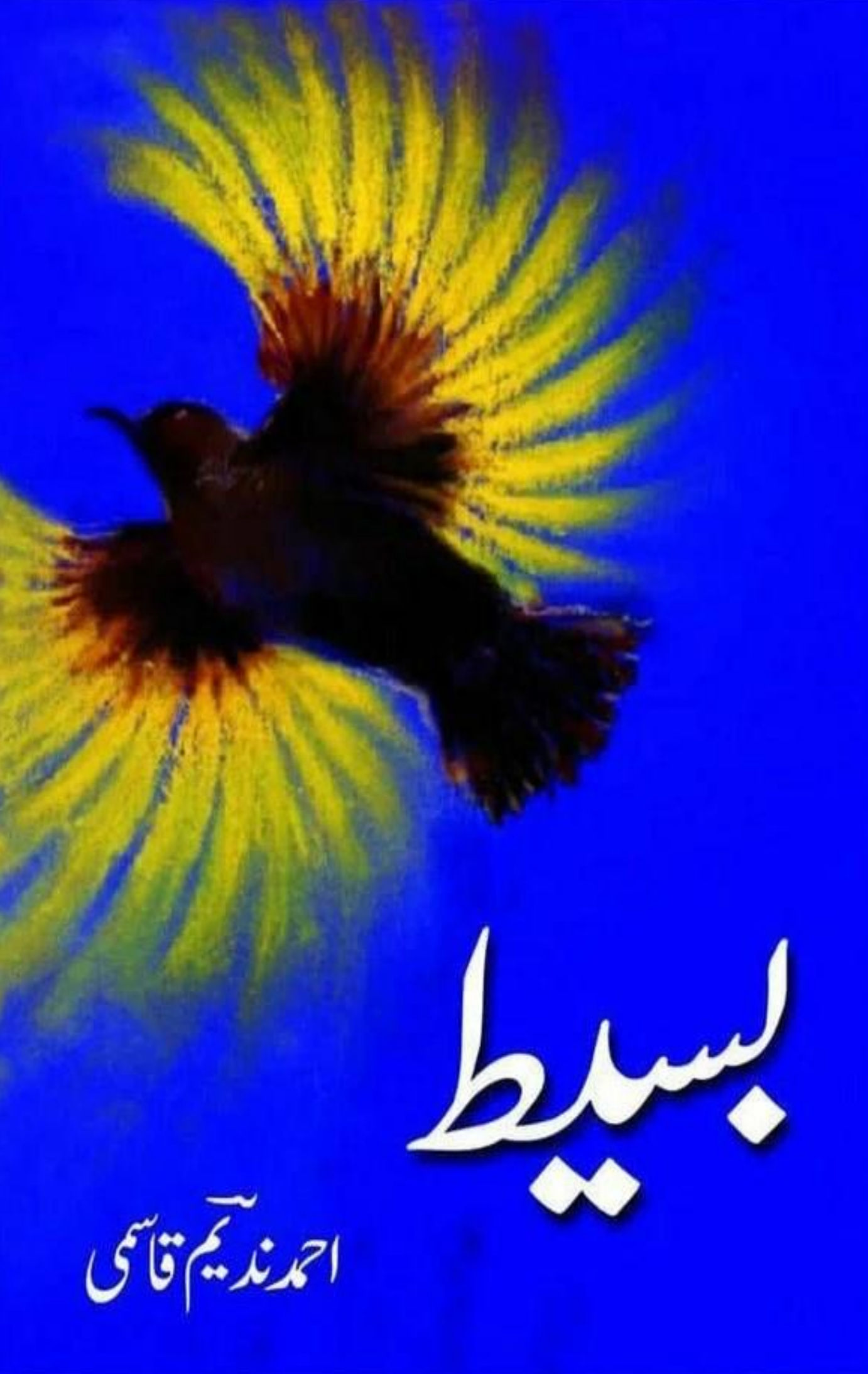

بسیط

احمد ندیم قاسمی

رفاقتیں

کون کہتا ہے کہ تنہائی مرا مقسوم ہے

میں نے مانا

میری ساری زندگی

ایک ناپیدا کراں صحرا میں گزری ہے

جہاں طوفان در طوفان یوں چلتے ہیں

جیسے شہر میں انسان چلتے ہیں

میں نے لیکن بارہا دیکھا کہ ہر طوفاں میں میرے ساتھ ساتھ

ریت کے ٹیلے سفر کرتے رہے!

◆◆◆

ebooksgallery.com

اندھیری رات کو یہ معجزہ دکھائیں

اندھیری رات کو یہ معجزہ دکھائیں گے ہم
چراغ اگر نہ جلا اپنا دل جلائیں گے ہم

ہماری کوہ کنی کے ہیں مختلف معیار
پہاڑ کاٹ کے رستے نئے بنائیں گے ہم

جنوں عشق پہ تنقید اپنا کام نہیں
گلوں کو نوچ کے کیوں تتلیاں اڑائیں گے ہم

جو دل دکھا ہے تو یہ عزم بھی ملا ہے ہمیں
تمام عمر کسی کا نہ دل دکھائیں گی ہم

بہت نڈھال ہیں، سستا تو لیں گے پل دو پل
الجھ گیا کہیں دامن تو کیوں چھڑائیں گے ہم

اگر ہے موت میں کچھ لطف تو بس اتنا ہے
کہ اس کے بعد خدا کا سراغ پائیں گے ہم

ہمیں تو قبر بھی تنہا نہ کر سکے گی ندیم
کہ ہر طرف سے زمیں کو قریب پائیں گے ہم

◆◆◆

ebooksgallery.com

تنگ آ جاتے ہیں دریا

تنگ آ جاتے ہیں دریا جو کہستانوں میں
سانس لینے کو نکل جاتے ہیں میدانوں میں

خیر ہو دشت نوردان محبت کی کہ اب
شہر بستے چلے جاتے ہیں بیابانوں میں

اب تو لے لیتا ہے باطن سے یہی کام جنوں
نظر آتے نہیں اب چاک گریبانوں میں

مال چوری کا جو تقسیم کیا چوروں نے
نصف تو بٹ گیا بستی کے نگہبانوں میں

کون تاریخ کے اس صدق کو جھٹلائے گا
خیر و شر دونوں مقید رہے زندانوں میں

جستجو کا کوئی انجام تو ظاہر ہو ندیم
اک مسلماں تو نظر آئے مسلمانوں میں

◆◆◆

ebooksgallery.com

چپکے سے فریب کھا لیا ہے

چپکے سے فریب کھا لیا ہے
ہم نے ترا بھید پا لیا ہے

گو لٹ گئے زندگی کے ہاتھوں
ہم نے ترا غم بچا لیا ہے

جب درد اٹھا تو رو دیئے ہم
پھر دیر تلک مزا لیا ہے

یاد آئے ہیں جب بھی دن سہانے
اشکوں میں بھی مسکرا لیا ہے

اے گل! تجھے پا ہی لیں گے اک دن
خوشبو سے ترا پتا لیا ہے

کیوں ظلمت وقت سے ڈریں ہم
جب دل کا دیا جلا لیا ہے

خورشید کو جب زوال آیا
ہر چیز نے قد بڑھا لیا ہے

ebooksgallery.com

بندوں نے خدا کی جستجو میں
بندوں کو خدا بنا لیا ہے

میں قیس کا ہم نصیب نکلا
ہر طفل نے سنگ اٹھا لیا ہے

ebooksgallery.com

جہاں سے بجلیاں گرنے لگی ہیں

جہاں سے بجلیاں گرنے لگی ہیں
وہیں سے ابر کو بوندیں ملی ہیں

دعائیں جب بھی مانگیں، یوں لگا ہے
کہ آندھی میں ابابیلیں اڑی ہیں

نئے طبقے تراشے مصلحت نے
چٹانیں کوہساروں سے بڑی ہیں

تجارت میں ترقی ہو رہی ہے
گھروں میں بھی دکانیں کھل گئی ہیں

ہوا چلتی تو منظر اور ہوتا ہے
وفور حبس سے شمعیں بجھی ہیں

وہ تنہائی کے سناٹے غضب تھے
کہ جن کی میں نے فریادیں سنی ہیں

میں جب اشعار کہنے بیٹھتا ہوں
تو صدیاں میری جانب دیکھتی ہیں

◆◆◆

ebooksgallery.com

جب بھی آنکھوں میں تیری رخصت کا منظر

جب بھی آنکھوں میں تری رخصت کا منظر آ گیا
آفتاب وقت نیزے کے برابر آ گیا

دوستی کی جب دہائی دی، تو شرق و غرب سے
ہاتھ میں پتھر لیے یاروں کا لشکر آ گیا

اس سفر میں گو تمازت تو بہت تھی ہجر کی
میں تری یادوں کی چھاؤں سر پہ لے کر آ گیا

گو زمین وآسماں مصروف گردش ہیں، مگر
جب بھی گردش کا سبب سوچا تو چکر آ گیا

آدمی کو حشر کے منظر نظر آنے لگے
اس کے قبضے میں جب اک ذرے کا جوہر آ گیا

حسن انساں دفن ہو جانے سے مٹتا ہے کہاں
پھول بن کر خاک کے پردے سے باہر آ گیا

اشک جب امڈے کسی بے کس کی آنکھوں میں ندیم
یوں لگا، طوفان کی زد میں سمندر آ گیا

◆◆◆

ebooksgallery.com

حصارِ وقت کے سب زاویے

حصارِ وقت کے سب زاویے سیاہ ملے
میں راہ ڈھونڈنے نکلوں تو گردِ راہ ملے

میں اک عجیب سمندر میں ہوں اسیرِ حیات
نہ ساحل اس کا ملے اور نہ اس کی تھاہ ملے

دل و دماغ تھے، سن اور منجمد تھے ضمیر
مجھے تو جتنے تونگر ملے، تباہ ملے

خدا کے عدل سے کس طرح رہ گئے محفوظ
غریب قوم کو جو صاحبانِ جاہ ملے

گزر رہی ہے طوافِ انا میں عمرِ ندیم
یہ دائرہ کبھی ٹوٹے تو گھر کی راہ ملے

◆◆◆

ebooksgallery.com

آمد آمد

دست خورشید سے دروازہ شب بجتا ہے
ظلمتیں اپنی قباؤں کو اڑاتی بھاگیں
پو کی تلوار مگر ان کے تعاقب میں ہے
اور ستارے ہیں کہ بجھنے بھی نہیں پاتے
صبح کے ڈر سے کہیں ڈوب کے رہ جاتے ہیں
ظلمت شب کے ستائے ہوئے آدم زادو!
سن سکو تم تو ذرا گیت شعاعوں کا سنو:
راہ میں یوں تو اندھیروں کے پہاڑ آتے ہیں
جن کو آنا ہو وہ ہر حال میں آ جاتے ہیں

◆◆◆

ebooksgallery.com

عدم تجربہ

مجھے زندگی سے گریز کا کوئی تجربہ ہی نہیں ہوا
مجھے ماورا کے جمال سی کوئی کد نہیں
مگر اس زمیں پہ جو آدمی ہیں
میں ان کے چہروں کو ان کے ذہنوں کو اپنے دل میں تار لوں تو ادھر
چلوں
میں سمندر کو سمیٹ لوں تو ادھر چلوں
یہ جو ریگ زار ہیں، کوہسار ہیں، سبزہ زار ہیں
ان کے حسن کو اپنے گرد لپیٹ لوں تو ادھر چلوں
مری کائنات طلوع بھی ہے، غروب بھی
مری سلطنت میں شمال بھی ہے، جنوب بھی
یہ مری زمیں کا جو فرش ہے
مرا عرش ہے
میں بلند ہو کے بھی خاک سے ہوں بندھا ہوا
کہ مرے وجود کی جڑ تو میری زمین میں ہے
یہ زمیں جو کعبہ زندگی ہے
جو سجدہ گاہ فنون ہے
یہ زمیں ہی میرا شعور ہے
یہ زمیں ہی میرا جنون ہے
مجھے زندگی سے گریز کا کوئی تجربہ ہی نہیں ہوا!

◆◆◆

ebooksgallery.com

زندگی کے بارے میں ایک گفتگو

سب کی بات نہیں

یہ میری اپنی بات ہے

اپنا ذکر ہے

زندگی کے بارے میں میری اپنی فکر ہے

وہ میزان الگ رکھ دو

جو صدیوں صدیوں برے بھلے کو تولتے تولتے

وزن کو بھی بے وزن بنا دیتی ہے

یا بے وزن کو بھی باوزن دکھا دیتی ہے

میں تو اپنی بات کروں گا

اور اپنی میزان میں

اپنا اور پھر اپنی فکر کا وزن کروں گا

اپنا ذکر کروں گا

بات یہ ہے:

میں جب تک زندہ رہا

مجھے رشتے چار عزیز رہے

میں جب تک زندہ ہوں

یہ چاروں رشتے میرا مقدر، میری مسرت، میری محبت، میری عبادت ہیں!

اک رشتہ جسم کا ہے

اک جان کا ہے

وجدان کا بھی اک رشتہ ہے

ebooksgallery.com

اور اک رشتہ انسان کا ہے
میں ان چاروں کی ریشمی ڈور میں بندھا ہوا ہوں
اور خوش ہوں
میں اتنا خوش ہوں
جتنا اک بچہ پانی میں چاند کے عکس کو چھو کر پھولے نہیں سماتا ہے
اور ہنستے ہنستے پاگل سا ہو جاتا ہے

جو رشتہ جسم کا ہے
وہ قدرت کی اک دین ہے
ہر انسان اس رشتے کی تخلیق ہے
آنے والا ہر انسان اس رشتے کا مرہون ہے
اس رشتے کے اپنے سکھ اور اپنے دکھ ہیں
سکھ پانا اور دکھ سہنا اس رشتے کی مجبوری ہے
ورنہ ہر بات ادھوری ہے

جو رشتہ جان کا ہے
دراصل وہ اپنی ہی پہچان کا ہے
انسان کا چہرہ اک آئینہ ہوتا ہے
پھر لاکھوں اور کروڑوں آئینوں میں سے اک آئینے میں
جب اس کو خود اپنا عکس دکھائی دیتا ہے
یہ رشتہ جسم کے رشتے سے بھی مقدس ہوتا ہے
اور اتنا مقدس، جتنا کوئی مقدس ہو سکتا ہے

جو رشتہ وجدان کا ہے

ebooksgallery.com

اور اتنا لطیف ہے

اتنا ہلکا پھلکا ہے

اور اتنا گداز ہے

اتنا نرم ہے

اتنا نازک ہے

جیسے اک پھول کی پتی پر

اک قطرہ اوس کا ہو

جس میں افلاک کا عکس

قریب و دور کے سب پیمانوں کو بے معنی کر دے

ایک دیے میں شمس و قمر کا سارا نور سمٹ آیا ہو

ایک ہی حرف میں ساری ابجد اتر رہی ہو

جو رشتہ انسان کا ہے

وہ میرے دل و دماغ کے میرے ظاہر و باطن کے ایمان کا ہے

یہ نفی نہیں، اثبات کا رشتہ ہے

یہ خواب نہیں، حق بات کا رشتہ ہے

میں اس رشتے سے ٹوٹ کے کچھ بن سکتا ہوں تو پتھر ہی بن سکتا ہوں

اور سانسیں لیتے انسان کا پتھر بن جانا ہے

موت کا دوسرا نام ہے

اور مجھے یہ موت قبول نہیں

یوں جیتے جی مر جانا مرا اصول نہیں

◆◆◆

ebooksgallery.com

حواس خمسہ

مجھے ایک طفل کے ہاتھ
مٹی میں سن کے بھی
کبھی پھول
اور کبھی نجوم دکھائی دیں
مجھے سیدھی سادی سی
بھولی بھالی سی صورتیں
نظر آئیں خالق حسن فن کا کمال فن
لب مقتدر کے حروف نرم کے اس طرف
مجھی کتنی چیخیں سنائی دیں
شب خموش کے دامنوں سے نچوڑ لیں
میں گلاب سونگھ کے
اس کو ڈھونڈنے چل پڑوں
جو زمیں کا عطر نکال کر
کسی خس کدے میں نڈھال
اپنے خدا سے رزق حلال مانگتے مانگتے
پڑھی اپنے ہاتھوں کی مٹی مٹی عبارتیں
مجھے شہد زہر لگے
کہ جیسے میں چور ہوں
میں وہ پھل چراتا ہوں
جس میں کتنی مشقتوں کی مٹھاس ہے
میں کسی بدن کو ہوس کے جبر سے مس کروں

ebooksgallery.com

تو مثال شعلہ بھڑک اٹھی

کہ امانتوں میں خیانتوں کی ندامتوں کا خیال

ایک الاؤ ہے

جو کسی طرح بھی تپش کی حد کو نہ کم کرے

جو ضمیر تک کو بھسم کرے

◆◆◆

ebooksgallery.com

بس اک برزخ کے عالم میں

بس اک برزخ کے عالم میں ہوئی نشوونما میری
نہ صبح ابتدا میری، نہ شام انتہا میری

کچھ ایسے گونجتا ہے میری تنہائی کا سناٹا
کہ آتی ہے مسلسل میرے کانوں میں صدا میری

مری فطرت کا تومعمار ہے تو یہ سزا کیسی!
عجب انصاف ہے تیرا، رضا تیری، خطا میری

کسی سے سیکھ لیتا بے وفائی کا ہنر میں بھی
اگر معلوم ہوتا، بے ثمر ہو گی وفا میری

مجھے جب لفظ کی حرمت کا اتنا پاس رہتا ہے
تو پھر کیوں آسماں پر ٹھوکریں کھائے دعا میری

سنا ہے عہد ماضی میں تو اک آنسو ہی کافی تھا
نہ جانے عہد نو میں کیوں نہیں سنتا خدا میری

◆◆◆

ebooksgallery.com

ایک درخواست

زندگی کے جتنے دروازے ہیں، مجھ پر بند ہیں
دیکھنا، حدِ نظر سے آگے بڑھ کر دیکھنا بھی جرم ہے
سوچنا، اپنے یقینوں سے نکل کر سوچنا بھی جرم ہے
آسماں در آسماں اسرار کی پرتیں ہٹا کر جھانکنا بھی جرم ہے
''کیوں'' بھی کہنا جرم ہے ''کیسے بھی'' کہنا جرم ہے
سانس لینے کی تو آزادی میسر ہے، مگر
زندہ رہنے کے لیے انسان کو کچھ اور بھی درکار ہے
اور اس ''کچھ اور بھی'' کا تذکرہ بھی جرم ہے

اے ہنرمندانِ آئین و سیاست!
اے خداوندانِ ایوانِ عقاید!
زندگی کے نام پر بس اک عنایت چاہئے
مجھ کو ان سارے جرائم کی اجازت چاہئے

◆◆◆

ebooksgallery.com

میری تنہائی کا اک عالم تماشائی

میری تنہائی کا اک عالم تماشائی بھی ہے
انجمن آرائی بھی ہے اور یکتائی بھی ہے

حسن کو اعصاب میں رچنے سے روکوں کس طرح
جب مری سوچوں میں شامل میری بینائی بھی ہے

جیسے خود قدرت نے کر دی ہو تری مشاطگی
سادگی بھی ہے مگر اک شان رعنائی بھی ہے

اک عجب مجموعہ اضداد ہے میرا وجود
گنگ ہے میری زبان اور ذوق گویائی بھی ہے

شاعری سرمایہ شہرت سہی لیکن ندیم
شعر کہنے میں جو راحت ہے تو رسوائی بھی ہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

وہ کتنی سادگی سے اپنی

وہ کتنی سادگی سے اپنی جاں گنوا بیٹھے
مکان گرنے کے ڈر سے چھتوں پہ جا بیٹھے

عجب تھے ہم بھی کہ سیلاب کے اترتے ہی
کنار آب رواں بستیاں بسا بیٹھے

صدا جو دی تو پلٹ کر ہمیں پہ آ کے گری
ہم ایک بار خدا کو جو آزما بیٹھے

ہم اک درخت سے یہ سوچ کر جدا نہ ہوئے
پرند ٹوٹی ہوئی شاخ پر نہ آ بیٹھے

فریب کھانے کو پیشہ بنا لیا ہم نے
جب ایک بار وفا کا فریب کھا بیٹھے

کسے خبر تھی کہ ترک تعلقات کے بعد
وہی تو یاد رہیں گے جنھیں بھلا بیٹھے

ندیم ہم کو تو اس جرم کی ملی ہے سزا
کہ عدل مانگنے کو ہاتھ کیوں اٹھا بیٹھے

◆◆◆

ebooksgallery.com

اشعار

جو میں دیکھتا بھی تو کب تلک ترے باغ پھولے پھلے ہوئے
کہ مری نظر میں، آج بھی پس سبزہ قریے جلے ہوئے

یہ جو آدمی ہیں، انھیں کبھی کسی دور میں بھی سکوں نہ تھا
ہیں ابھی ہدف کی تلاش میں یہ ازل سے تیر چلے ہوئے

مجھے حال و ماضی کے آئینے میں بس اک شبیہ دکھائی دی
کبھی سر پہ تاج رکھے ہوئے، کبھی منہ پہ راکھ ملے ہوئے

◆◆◆

ebooksgallery.com

اپنے آنگن میں تو وہ

اپنے آنگن میں تو وہ سرو و صنوبر ہوں گے
سامنے آئے تو کب میرے برابر ہوں گے

میں نے مانا کہ وہ حد درجہ تونگر ہوں گے
اس سے لازم نہیں آتا کہ ہنرور ہوں گے

اب جو سلطانیٔ جمہور کا دور آیا ہے
اس میں بھی کیا وہی دار و سکندر ہوں گے!

کوہ و صحرا میں بھٹکتے ہیں، مگر یاد رہے
جب بھی یک جا ہوئے دریا، تو سمندر ہوں گے

کب یہ سوچا تھا کہ جب حبس سی نکلوں گا ندیم
وہی رستے، وہی راہی، وہی رہبر ہوں گے

◆◆◆

ebooksgallery.com

نمو

درخت تم نے جہاں سے کاٹا' وہیں سے اک شاخ اگ رہی ہے
تم اتنے حیران کیوں کھڑے ہو' یہی تو آئین زندگی ہے

نمو تو آہن مزاج ہوتا ہے کاٹ دیتا ہے پتھروں کو
جو ہوسکے تو کبھی گریبان سنگ میں جھانک کر بھی دیکھو

وہاں بہت نرم گھاس کی پتیوں میں شبنم کا راج ہو گا
چٹان کا بھی نمو کے بل پر گلاب کا سا مزاج ہوگا

یہی تو روئیدگی کی خو ہے' یہی تو ہے کائنات سازی
کہیں نہ رکنا' کہیں نہ تھمنا یہی نمو کی ہے سرفرازی

◆◆◆

ebooksgallery.com

اپنی ۷۲ ویں سالگرہ پر

دل میں یہ برف زار سا کیا ہے!
انجماد انجماد چار طرف
کوئی ہلچل نہیں قریب و دور
نہ کوئی آرزو نہ کوئی امید
پھر بھی یہ انتظار سا کیا ہے!

صبح کس غار میں سے جھانکے گی
اور سورج کدھر سے نکلے گا
نور پھوٹا تو بجھ نہ جائے کہیں
نور پھوٹا تو بجھ نہ جائے کہیں
پھر بھی اس مردنی کے عالم میں
روشنی کا حصار سا کیا ہے!

اکھڑی اکھڑی ہوا بھی ٹھٹھڑی ہوئی
سہمی سہمی فضا بھی برفانی
چار سو اک سفید سناٹا
پھر بھی میرے لہو میں گھلتا ہوا
زندگی کا خمار سا کیا کیا ہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

لاتعداد

ابھی وقت کے ہاتھ میں
ایک شاخ شکستہ تو ہے
اس کے سائے میں چلنا
بڑا لطف دے گا
کہ جو سورجوں کی تمازت میں جلتے رہے
یہ نہیں دیکھتے
ان پہ جس شاخ کی چھاؤں ہے
اس میں پتوں کی تعداد کیا ہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

جس در پر دستک دوں

جس در پر دستک دوں، اس کا در ہوتا ہے
حادثہ میرے ساتھ یہی اکثر ہوتا ہے

اب کے برس تو درد کچھ اتنے عام ہوئے ہیں
جو دامن تھاموں، اشکوں سے تر ہوتا ہے

روتے بچے کو میں اگر اک بار ہنسا لوں
جبر زمانہ میری ٹھوکر پر ہوتا ہے

آئینہ تو دیکھو اے بے چہرہ لوگو!
انسانوں کے شانوں پر تو سر ہوتا ہے

ایک مذاق ہے، دشت کی پہنائی کے مقابل
دیواروں میں گھرا ہوا جو گھر ہوتا ہے

سناٹوں کی گونجیں بھی پیاری ہوتی ہیں
یہ اندازہ زنداں میں جا کر ہوتا ہے

ہر انسان کا وقار امانت ہر انسان کی
ہر انسان میں ایک نہ اک جوہر ہوتا ہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

لوگ مصروف خود نمائی میں

لوگ مصروف خود نمائی میں
اور میں کرب انتہائی میں

قید میں نے بہار دیکھی ہے
حسن کے پنجہ حنائی میں

میں وہ گلزار ہوں کہ جس کے رنگ
جل گئے ابر کی جدائی میں

اے خدا! کاش مجھ کو مل جاتا
اک شناسا' بھری خدائی میں

مجھ کو توفیق رہنمائی کہاں
میں کہ یکتا ہوں بے ریائی میں

اپنا ہی عکس پوجتا ہو گا
آدمی دور ابتدائی میں

اے عزازیل! اک گناہ کی بھیک
سانس گھٹتی ہے پارسائی میں

راستے جب ہوئے طویل ندیم
لطف آیا برہنہ پائی میں

◆◆◆

ebooksgallery.com

آپ ہی اپنا تماشائی ہوں

آپ ہی اپنا تماشائی ہوں
میں مبصر ہوں کہ سودائی ہوں

نہ کوئی چاند نہ تارا نہ امید
میں مجسم شب تنہائی ہوں

ہے سفر شرط مجھے پانے کی
میں کہ اک لالہ صحرائی ہوں

سیدھے رستے پہ چلوں تو کیسے
بھولی بھٹکی ہوئی دانائی ہوں

مجھ سے خود کو نہ سمیٹا جائے
اور خدائی کا تمنائی ہوں

میرے ماضی کے اندھیروں پہ نہ جا
صبح آئندہ کی رعنائی ہوں

کاش یہ جانتا دشمن میرا
میں ہر انسان کا شیدائی ہوں

میں پہاڑوں کی خموشی ہوں ندیم
اور میں بحر کی گویائی ہوں

◆◆◆

ebooksgallery.com

ایک نظریے کا نوحہ

وہ جو عشق پیشہ تھے
دل فروش تھے
مر گئے!
وہ ہوا کے ساتھ چلے تھے
اور ہوا کے ساتھ بکھر گئے
وہ عجیب لوگ تھے
برگ سبز کو برگ زرد کا روپ دھارتے دیکھ کر
رخ زرد اشکوں سے ڈھانپ کر
بھرے گلشنوں سے
مثال سایہ ابر
پل میں گزر گئے
وہ قلندرانہ وقار تن پہ لپیٹ کر
گھنے جنگلوں میں گھری ہوئی کھلی وادیوں کی بسیط دھند میں
رفتہ رفتہ اتر گئے!

◆◆◆

ebooksgallery.com

ہجرت

یہ ٹیلا وہی ہے
جہاں ریت کے گھر بنا کر ہم اٹھے
تو آندھی چلی
اور ٹیلے کو ہجرت پہ مجبور ہونا پڑا
اور مہاجر گھروں کو سروں پر اٹھا کر تو چلتے نہیں
وہ تو صرف اپنے جسم اور روحیں بچا کر
کسی گوشہ امن کی جستجو میں
گھروں سے نکلتے ہیں
اور لوٹ جانا نہیں جانتے
یہ وہ ٹیلا ہے جو سالہا سال پہلے
یہاں سے کئی کوس پر تھا
مگر آندھیاں اس کے ذرات کو جا بجا لے کر پھرتی رہیں
میں ادھر سے جو گزرا
تو ٹیلے کے اطراف سے ایک خوشبو نے مجھ کو ملایا
مجھے میرے ماضی کی جھولی میں لا کر بٹھایا
یہ بچپن کی خوشبو
جو ٹیلے کے ہمراہ ہجرت کے عالم میں
میری پہچان ہے
یعنی میں تو ہجرت میں ہوں
زندگی کا سفر میری ہجرت نہیں ہے تو کیا ہے؟

◆◆◆

ebooksgallery.com

ہمیشہ ظلم کے منظر ہمیں دکھائے گئے

ہمیشہ ظلم کے منظر ہمیں دکھائے گئے
پہاڑ توڑے گئے اور محل بنائے گئے

طلوع صبح کی افواہ اتنی عام ہوئی
کہ نصف شب کو گھروں کے دیے بجھائے گئے

اب ایک بار تو قدرت جواب دہ ٹھہرے
ہزار بار ہم انسان آزمائے گئے

فلک کا طنطنہ بھی ٹوٹ کر زمیں پہ گرا
ستون ایک گھروندے کے جب گرائے گئے

تری خدائی میں شامل اگر نشیب بھی ہیں
تو پھر کلیم سر طور کیوں بلائے گئے

یہ آسماں تھے کہ آئینے تھے خلاؤں میں
مہ و نجوم میں جھانکا تو ہم ہی پائے گئے

دراز شب میں کوئی اپنا ہم سفر ہی نہ تھا
مگر ندیم صدائیں تو ہم لگائے گئے

◆◆◆

ebooksgallery.com

مہ و مشتری پہ اتر کے بھی

مہ و مشتری پہ اتر کے بھی میں زمین سے جدا ہوا
مجھے اپنی خاک سے عشق ہے کہ میں خاک کا ہوں بنا ہوا

سفر حیات کے موڑ پر میں یہ سوچ کر بھی رکا نہیں
کف پا ہیں میرے جلے ہوئے مرا راستہ ہے تپا ہوا

میں ترے کرم کا ہوں معترف' ترا شکر کیسے ادا کروں
مرے زخم تیری عطائیں ہیں' مرا درد تیرا دیا ہوا

مری منزلوں کے نشاں ہیں گم' اسی راکھ میں' اسی ریت میں
مری مشعلیں ہیں بجھی ہوئی' مرا قافلہ ہے لٹا ہوا

مری عمر گزری ہے دوستو! اسی اک عجوبے کی کھوج میں
مجھے کاش آپ دیکھا سکیں کوئی دل جو ہو نہ دکھا ہوا

وہ جو ایک نقطہ نور تھا مری عقل میرا شعور تھا
جو سمجھ لیا تو صنم بنا' نہ سمجھ سکے تو خدا ہوا

وہ جو مر گئے ہیں ندیم وہ تو فنا کے گھاٹ اتر گئے
مگر ایک دوست جو زندہ ہے' وہ پلٹ سکا نہ گیا ہوا

◆◆◆

ebooksgallery.com

میں نخیل دوراں ہوں بنجروں

میں نخیل دوراں ہوں، بنجروں میں چلتا ہوں
دھوپ کی تمازت میں، پھولتا ہوں، پھلتا ہوں

میری تند سوچوں کے بے شمار موسم ہیں
آگ سا مچلتا ہوں، برف سا پگھلتا ہوں

کیوں گلہ کسی کو ہو، میری نارسائی کا
اپنا خون پیتا ہوں اپنے ہاتھ ملتا ہوں

منزل اپنی پا لینا پاؤں توڑ لینا ہے
میں تو مثل بوئے گل، چار سمت چلتا ہے

میں تری نوازش کو عمر بھر نہ بھولوں گا
میں چراغ ماضی ہوں، حافظے میں جلتا ہوں

میں خدا کا شہ پارہ بے نشاں رہوں کیسے
اس لیے تو گل بن کر قبر سے نکلتا ہوں

◆◆◆

ebooksgallery.com

بھیک

تم گداگر کے گداگر ہی رہے
تم نے کشکول تہ جامہ بانات چھپا رکھا تھا
اور چہرے پہ انا تھی
جو ہمیشہ کی طرح جھوٹی تھی
وہ یہ کہتی ہوئی لگتی تھی کہ ہم بھیک نہیں مانگیں گے
یعنی مر جائیں گے لیکن کسی منعم کے در زر پہ نہ دستک دیں گے
یہ جو گرتے ہوئے سکوں کی کھنک چار طرف گونجی ہے
یہ شنیدہ ہے کئی برسوں کی
اور کشکول کا لہجہ بھی وہی ہے جو ہمیں ازبر ہے
لاکھ انکار کرو لاکھ بہانے ڈھونڈو
تم گداگر کے گداگر ہی رہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

کوئی ہے جو آنکھ اٹھا سکے

کوئی ہے جو آنکھ اٹھا سکے مرے خوش جمال کے سامنے؟
کوئی فلسفہ نہ ٹھہر سکا مرے اس سوال کے سامنے

وہ سحر کا نور ہے یا نجوم جبین شب پہ سجے ہوئے
کوئی اک مثال نہ جم سکے مرے بے مثال کے سامنے

نہ میں اپنے آپ کو پاسکا' نہ میں شش جہت میں سما سکا
کہ یہ کائنات ہے اک نقطہ مرے خیال کے سامنے

ہے بلند کتنا یہ مرتبہ کہ میں خاک چاٹ کے جی لیا
بھلا حیثیت ہے کسی کی کیا' مرے اس کمال کے سامنے

فقط اتنا پوچھوں گا' اے خدا مجھے بھول کر تجھے کیا ملا؟
اگر اتفاق سے آ گیا کبھی ذوالجلال کے سامنے

◆◆◆

ebooksgallery.com

ابھی انسان نے پایا نہیں

ابھی انسان نے پایا نہیں جوہر اپنا
اور بضد ہے کہ مقدر نہیں یاور اپنا

اب بھی سینے میں ہیں روشن مرے خوابوں کے چراغ
گھر اندھیرا ہے مگر دل ہے منور اپنا

میں کسی روز قیامت کا نہیں ہوں محتاج
اپنے اندر ہی بپا رکھتا ہوں محشر اپنا

ایک چہرہ سبھی چہروں میں نظر آتا ہے
اس بھروسے پہ ہر انسان ہے دلبر اپنا

ایک دل میں بھی مری یاد اگر زندہ ہے
کیا ضروری ہے کہ چرچا رہے گھر گھر اپنا

کوچ کے حکم کا امکان ہے ہر ہر لمحہ
روز اول سے بندھا رکھا ہے بستر اپنا

◆◆◆

ebooksgallery.com

مسافرت میں یہ مجھ پر

مسافرت میں یہ مجھ پر عجیب وقت پڑا
چلی جو ناؤ مری، خشک ہو گیا دریا

کسے خبر تھی کہ قزاق بھی وہی ہو گا
مجھی کو لوٹنے آیا ہے میرا راہ نما

اس اعتماد کے ہاتھوں بڑے عذاب میں ہوں
مجھے تو اپنے عدو پر بھی شک نہیں ہوتا

ہر ایک نقش کف پا میں پھول کھلتے رہے
میں خار زار محبت میں پا برہنہ چلا

یہ جی میں تھا کہ بس اک بے وفائی کر دیکھیں
بھرے جہان میں کوئی نہ مل سکا تجھ سا

خرام وقت میں آہنگ کوئی کھیل نہیں
یہ کائنات پہ احسان ہے محبت کا

مرے سوال کا یا رب کوئی جواب تو دے
اسے برسنا نہیں تھا تو ابر کیوں امڈا

ebooksgallery.com

حقیقتوں میں خود اپنی بھی ذات کر شامل
غضب کی تیرگیاں ہیں مگر دیا تو جلا

مرے غنیم نے جب میری مٹھیاں کھولیں
تو ان میں صرف لکیریں تھیں، اور کچھ بھی نہ تھا

جو شعر و نغمہ سے ذہنوں کو مرتعش کر دے
وہ مر تو سکتا ہے، لیکن گزر نہیں سکتا

بس ایک مرحلہ مرگ رہ گیا ورنہ
خدا کو پانے کی خاطر ندیم کیا نہ کیا

◆◆◆

ebooksgallery.com

شاعری فن بھی ہے اور زیست

شاعری فن بھی ہے اور زیست کی تفسیر بھی ہے
یہ مرا خون بھی ہے، خون کی تحریر بھی ہے

ورنہ یاروں نے تو کچھ کسر نہیں چھوڑی تھی
میں جو زندہ ہوں تو اس میں مری تقصیر بھی ہے

لے تو لوں دست دعا میں ترا دامن یا رب!
یہ مرا حق ہے مگر خطرہ تکفیر بھی ہے

چاند اترا جو زمیں پر تری صورت اترا
خواب وہ دیکھا ہے جس کی کوئی تعبیر بھی ہے

لوگ چلتے ہیں مقابر سے ذرا ہٹ کے ندیم
یعنی اس دور میں انسان کی توقیر بھی ہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

زندگی کا فقط گماں ہوتا

زندگی کا فقط گماں ہوتا
وہ نہ ہوتا تو میں کہاں ہوتا

اس کی آنکھیں ہیں پیار سے لبریز
کاش یہ لمحہ جاوداں ہوتا

کاش ہوتا مرا بھی گھر کوئی
اور وہ میرا مہمان ہوتا

اس صداؤں کے حشر میں یا رب!
کوئی تو میرا ہم زباں ہوتا

عقل پڑتی نہ بیچ میں تو ندیم
دل کا سودا بہت گراں ہوتا

وہ جو اپنا مزاج داں ہوتا
آدمی کتنا بے کراں ہوتا

ایک ہوتے جو خالق مخلوق
کیسے ابلیس درمیاں ہوتا

ebooksgallery.com

ہم نہ کھاتے اگر فریب نظر
چار سو آسماں کہاں ہوتا

تب ہی کچھ ملتا لطف آزادی
مجھ پہ جب میں ہی حکمراں ہوتا

تب مزہ آتا زندگی کا ندیم
جو بھی کچھ ہوتا' ناگہاں ہوتا

ebooksgallery.com

میرا اپنا

(منصورہ بیٹی کی نذر)

ریت اور برف پہ نقش کف پا میرا ہے
میں نے ہر سمت میں، ہر ملک میں ہر موسم میں
جستجو کی ہے کہ شاید کوئی اپنا مل جائے
کوئی وہ جس کے قریب آ کے یہ محسوس کروں
زندہ رہنے کا مجھے بھی کوئی حق حاصل ہے
میں جو زندہ ہوں تو بے وجہ نہیں زندہ ہوں
اب یہ محسوس ہوا ہے مجھے، اک عمر کے بعد
اجنبی جو نظر آیا تھا، وہی اپنا ہے
وہ جو بے لوث ہے پانی میں کنول کی صورت
جو محبت کے سوا کچھ بھی نہیں دے سکتا
جو محبت کے سوا کچھ بھی نہیں لے سکتا

◆◆◆

ebooksgallery.com

مرضی شاہ کی کب تک

مرضی شاہ کی کب تک رہ دشوار چلیں
اب اناالحق ہی کہیں اور سردار چلیں

یوں بجا لاتے ہیں ہم عدل کشی کے احکام
جیسے بیگار میں پکڑے ہوئے نادار چلیں

اس طرف بھی تو یہی چرخ ستمگر ہو گا
یوں تو سب چاہتے ہیں' بحر کے اس پار چلیں

جب بھی جی چاہے کبھی شہر بدر ہونے کو
میرے ہمراہ مرے کوچہ و بازار چلیں

دل میں اس طرح ٹہلتی ہیں کسی کی یادیں
جیسے گلزار کے ماحول میں دلدار چلیں

ہم تو صحرا سے بھی گزرے تھے صبا کی صورت
آج کے لوگ تو طوفان کی رفتار چلیں

◆◆◆

ebooksgallery.com

ہر تغیر سے ماورا ہونا

ہر تغیر سے ماورا ہونا
کتنا دشوار ہے خدا ہونا

کوئی کہتا نہیں بروں کو برا
کتنا اچھا رہا' برا ہونا

پیار بھی جب ہو جنس بازاری
اک عجوبہ ہے باوفا ہونا

مجھ کو پاس گناہ آدم ہے
سہل تھا ورنہ پارسا ہونا

قتل کے حادثے سے کم تو نہیں
پھول کا شاخ سے جدا ہونا

اک بغاوت ہے ایک نیکی ہے
حبس میں موجہ ہوا ہونا

میرے فن سے ندیم ثابت ہے
میری مٹی کا کیمیا ہونا

◆◆◆

ebooksgallery.com

ستارے تیری مژہ پر اترنے

ستارے تیری مژہ پر اترنے والے ہیں
کہ کائنات کے تیور بدلنے والے ہیں

میں دیکھتا ہوں تری آنکھ نم تو سوچتا ہوں
سمندر اپنی حدوں سے اچھلنے والے ہیں

شب فراق کا آغاز ہونے والا ہے
فضا خموش ہے اور سائے ڈھلنے والے ہیں

پیالے ہاتھوں میں یوں لے رکھے ہیں پیاسوں نے
کہ جیسے ریت سے چشمے ابلنے والے ہیں

کبھی کبھی تو یہ محسوس ہونے لگتا ہے
بدلنے والے ہیں یہ دکھ نہ ٹلنے والے ہیں

◆◆◆

ebooksgallery.com

عجب سرور ملا ہے مجھے

عجب سرور ملا ہے مجھے دعا کر کے
کہ مسکرایا خدا بھی ستارہ وا کر کے

گداگری بھی اک اسلوب فن ہے جب میں نے
اسی کو مانگ لیا اس سے التجا کر کے

شب فراق کے ہر جبر کو شکست ہوئی
کہ میں نے صبح تو کر لی خدا خدا کر کے

یہ سوچ کر کہ کبھی تو جواب آئے گا
میں اس کے در پہ کھڑا رہ گیا صدا کر کے

یہ چارہ گر ہیں کہ اک اجتماع بد ذوقاں
وہ مجھ کو دیکھیں تری ذات سے جدا کر کے

خدا بھی ان کو نہ بخشے تو لطف آ جائے
جو اپنے آپ سے شرمندہ ہوں خطا کر کے

خود اپنی ذات پہ تو اعتماد پختہ ہوا
ندیم یوں تو مجھے کیا ملا وفا کر کے

◆◆◆

ebooksgallery.com

جو دلربائی کا جادو

جو دلربائی کا جادو ترے جمال میں ہے
مری نظر میں ہے یا تیرے خدو خال میں ہے!

میں تیری یاد کے دم سے مہکتا رہتا ہوں
تو گل ہے اور مرے دامن خیال میں ہے

جو تجھ کو دیکھے وہ خالق کی حمد کرنے لگے
عجب کمال ترے حسن بے مثال میں ہے

مرے سوال کا دشوار تو نہیں ہے جواب
کہ یہ جواب تو پنہاں مرے سوال میں ہے

میں اک ذرہ سا جو آسودہ ہوں عذاب میں ہوں
کہ ذہن کرب میں ہے اور دل و بال میں ہے

غروب مہر جہاں تاب کا جلال تو دیکھ
تری بھی عمر اگر منزل زوال میں ہے

ebooksgallery.com

انجام برا ہوا انا کا

انجام برا ہوا انا کا
درد بند ملا مجھے خدا کا

میں تکتا رہا ہوں شام تا شام
رستہ کسی دیر آشنا کا

دلہن کی ہتھیلیوں سے پوچھو
کیوں زرد رہا اثر حنا کا

گلشن ہوں، کھلنڈر ہوں یا خرابے
رکتا ہی نہیں سفر ہوا کا

نکلیں اگر ابتدا سے ہم لوگ
تب مرحلہ طے ہو انتہا کا

زیتون کی شاخ کو سنبھالو
پر ٹوٹ گیا ہے فاختا کا

چڑیاں بھی خموش ہو گئی ہیں
شاید یہی وقت ہے دعا کا!

◆◆◆

ebooksgallery.com

یہ عجب دل ہے

یہ عجب دل ہے کہ آباد ہے دنیا اس میں
اک سے اک بڑھ کے مگر حشر بھی برپا اس میں

زندگی ایک مسافر سی مجھے لگتی ہے
دل دھڑکتا ہے تو قدموں کی صدا ہے اس میں

زہر کے صاف نظر آتے ہیں ساغر میں نقوش
اور مصر ہے مرا ساقی کہ شفا ہے اس میں

نصف شب کو ہی اگر سارے دیے بجھ جائیں
کون بتلائے کہ کس کس کی خطا ہے اس میں

ظلمت شب میں تو سایہ بھی بچھڑ جاتا ہے
صرف سورج کی رفاقت سے وفا ہے اس میں

بلبلے سے جو اکڑنے کا سبق لیتے ہیں
پہلے یہ سوچ تو لیں صرف ہوا ہے اس میں

حبس موسم کا ہو یا ذہن کا ..... اس عالم میں
لو بھی چلتی ہو تو انداز صبا ہے اس میں

◆◆◆

ebooksgallery.com

ایک پل ایسا بھی آ جاتا ہے

زخم پر زخم دیے جاتے ہو
نہ جھجکتے ہو نہ شرماتے ہو
زخم دینا بھی، نہ پچھتانا بھی
وار پر وار کیے جانا بھی
بے حیائی مسند ہوتی ہے
تم کو معلوم نہیں ہے شاید
زخم کھانے کی بھی حد ہوتی ہے
ایک پل بھی ایسا بھی آ جاتا ہے
زخم دیتا ہوا جلاد کا ہاتھ
اٹھ کے نیچے نہیں آ پاتا ہے
ایک مفلوج کے بازو کی طرح
حشر تک کے لیے تھم جاتا ہے
آنے والے کئی نسلوں کے لیے
ایک عبرت کی علامت بن کر
صفحہ وقت پہ جم جاتا ہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

بولنے دو

بولنے سے مجھے کیوں روکتے ہو؟

بولنے دو کہ مرا بولنا دراصل گواہی ہے مرے ہونے کی

تم نہیں بولنے دو گے تو میں سناٹے کی بولی میں ہی بول اٹھوں گا

میں تو بولوں گا

نہ بولوں گا تو مر جاؤں گا

بولنا ہی تو شرف ہے میرا

کبھی اس نکتے پہ بھی غور کیا ہے تم نے

کہ فرشتے بھی تمہیں بولتے ۔۔۔۔۔۔ میں بولتا ہوں

حق سے گفتار کی نعمت فقط انساں کو ملی

صرف وہ بولتا ہے

صرف میں بولتا ہوں

بولنے مجھ کو نہ دو گے تو مرے جسم کا ایک ایک مسام

بول اٹھے گا

کہ جب بولنا منصب ہی فقط میرا ہے

میں نہ بولوں گا تو کوئی بھی نہیں بولے گا!

◆◆◆

ebooksgallery.com

کوئی وعدہ اگر پورا

کوئی وعدہ اگر پورا نہ ہوگا
تو کیا اب حشر بھی برپا نہ ہوگا

محبت کرنے والے تو بہت ہیں
کوئی مجھ سا، کوئی تجھ سا نہ ہوگا

جمال یار کا اجمال یہ ہے
سنا ہو گا مگر دیکھا نہ ہو گا

کوئی ابلیس ہے، کوئی فرشتہ
تو کیا اب آدمی پیدا نہ ہوگا؟

جہنم میں جلے کیوں اس کا شہکار
خدا کچھ بھی ہو، پر ایسا نہ ہوگا

ندیم اتنی بھی شہرت ہے مصیبت
کوئی تجھ سے بڑا تنہا نہ ہوگا

◆◆◆

ebooksgallery.com

لالہ صحرا

عصرِ حاضر کی تہذیب کے دور تک پھیلے صحراؤں میں
آندھیاں چل رہی ہیں
اس کی تاریخ، ٹیلوں کی صورت، یہاں سے وہاں، سرپٹختی نظر آ رہی ہیں
اور ہوا، ریت کے تند چھینٹے اڑاتی
مرے خیمۂ دل کے چاروں طرف
اک بھنور سا بنانے میں مصروف ہے
یہ وہ خیمہ ہے
جس کی طنابوں پہ جھونکے قیامت کی شدت سے جب ٹوٹ پڑتے ہیں
چیخوں کی آواز آتی ہے
جیسے بہت سے فرشتے
فلک سے اترتے ہوئے، رو رہے ہیں!
مگر میری نظریں فقط ایک نقطے پہ جم سی گئی ہیں
وہاں ایک لالے کا پھول
ایک عجب جرات و بے نیازی سے
ایک ایک پتی سنبھالے ہوئے
سر اٹھائے کھڑا ہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

سرزمین عرب

سرزمین عرب!
تیری پیغمبرانہ فضاؤں میں
صدیوں کے بعد
اک نیا رقص ابلیس ہونے لگا ہے
مگر اس کا مفہوم ماضی سے کچھ مختلف بھی نہیں ہے
کہ اب بھی ترے ریگ زاروں میں، فرزند تیرے
سلگتی ہوئی ریت پر
نسل ابلیس کو بھون ڈالیں گے
جس طرح مکی کے دانے
بھڑکتی ہوئی آگ کی آنچ پر
تلملاتے ہیں
اور پھر تڑپتے ہیں
اور پھر چیختے ہیں
آخر میں خاموش ہونے کے بعد
ان کے چہروں کی فق اور ویران اوراق پر
ایک تحریر ابھرتی ہے
''ہم کو یہ انجام تو صدیوں پہلے سی معلوم تھا!''

◆◆◆

ebooksgallery.com

اپنے اندر جو ڈوب کر دیکھا

اپنے اندر جو ڈوب کر دیکھا
مدتوں بعد ایک بشر دیکھا

اس طرف دیکھنے کی تاب کسے
جس طرف میں نے عمر بھر دیکھا

کاش وہ دیکھتا مری آنکھیں
میرا دامن جو اس نے تر دیکھا

گل ہے شہکار فن مگر میں نے
خار کو بھی نہ بے ہنر دیکھا

زندگی کٹ گئی بگولوں میں
دشت در دشت اپنا گھر دیکھا

شب نے سارا لہو نچوڑ لیا
تب کہیں جلوہ سحر دیکھا

◆◆◆

ebooksgallery.com

ہوا نے گھر کا دروازہ

ہوا نے گھر کا دروازہ بجایا
میں حیران تھا' مرے ہاں کون آیا

مجھے اپنا بنایا صرف اس نے
جو تھا دنیا کی نظروں میں پرایا

جب اپنا عشق پہنچا انتہا تک
تو ہر انساں کو سینے سے لگایا

میں سرگرداں ہوں اپنی جستجو میں
مجھے کوئی اشارہ دے' خدایا!

سدا سے روشنی منزل ہے میری
سدا پیچھے رہا ہے میرا سایا

الٰہی! داد دے حسن نظر کی
تری شب میں دیا میں نے جلایا

ندیم اس عہد کا یہ المیہ ہے
موحد نے خدا کو بت بنایا

◆◆◆

ebooksgallery.com

عالمی نظام نو

سات سمندر پار سے اک فرمان آیا ہے
''ہم نے تمہیں آزاد کیا تھا
لیکن یہ آزادی ایسی ویسی آزادی تو نہیں تھی
تم جیسے نااہلوں نے تو
سلطنتوں کو بھی اونے پونے نیلام کیا
ہم نے تمہیں جو آزادی بخشی تھی
اس کے ضائع جانے کا خطرہ ہے
اس لیے ہم نے
سات سمندر پار سے اپنے لشکریوں کو لانے والے ہیں
یعنی ہم جانے والے پھر سے آنے والے ہیں''

◆◆◆

ebooksgallery.com

تراشیدم پرستیدم شکستم

بت تراشی کا جو فن ہے کوئی ہم سے سیکھے
تو وہ سنگ کو انسان کی صورت دے کر
ہم اسے پوجتے ہیں
اور پھر پھول چڑھاتے ہیں چراغاں کر کے
جیسے اس بت کے بغیر
نامکمل تھے ہمارے ایماں
اور ادھورے تھے عقیدے سارے
بت شکن بھی تو نہیں کوئی ہمارے جیسا
آرزو کوئی نہ پوری ہو تو ہم گرز اٹھالاتے ہیں
اپنے تیشے سے تراشیدہ صنم کے سر پر
اس طرح ضرب لگاتے ہیں کہ سب دیکھتے رہ جاتے ہیں
ہم وہ بت گر ہیں جو خود اپنے ہی فن کا لاشہ
اپنی تاریخ کے قبرستاں میں
اک نئی قبر کی صورت میں چھپا آتے ہیں

◆◆◆

ebooksgallery.com

آبادی کا مسئلہ

ہم دنیائے نو والے
تہذیبوں کے رکھوالے
گہری سوچ میں ہیں
مسئلہ آبادی کا حل کیا ہوگا!
اتنے غیر سفید کروڑوں اربوں کو کس طرح سپر دار کریں
اتنے کروڑوں اربوں رسوں پر تو ڈھیروں ڈالر اٹھ جائیں گے
اتنی شہ خرچی کی گنجائش ہی کہاں ہے
ان حالات میں لے دے کر بس ایک ہی نسخہ کار آمد ہے
زندہ رہنے کو ہم اتنا مہنگا کر دیں
ہر شے کے نرخوں کو اتنا اونچا کریں
غیر سفید افراد اگر اچھلیں کودیں بھی
چھو بھی نہ پائیں ان نرخوں کو
یوں آہستہ آہستہ یہ سطح زمیں کے بوجھ کو ہلکا کرتے جائیں گے
ہم پر بھی الزام نہ ہوگا اور یہ اپنے آپ ہی مرتے جائیں گے
پھانسی دینا ویسے بھی کچھ اچھا فعل نہیں ہے!

◆◆◆

ebooksgallery.com

ڈپریشن

کہاں گئی ہیں وہ صبحیں کدھر گئیں شامیں؟
کہاں گئے وہ طلوع و غرب کے منظر؟
نہ ظلمتیں، نہ اجالے، نہ رات اور نہ دن
یہاں سے حد نظر تک ہے ملگجی سی فضا
بچھا ہوا ہے زمیں پر بسیط سناٹا
صدا کہیں سے بھی آتی نظر نہیں آتی
ساعتوں پہ گھنی خامشی کے پہرے ہیں

◆◆◆

ebooksgallery.com

مجروح

جہاں بھی ہاتھ لگایا تمام زخم تھا جسم
مری قبا سے تو ملبوس قیس بہتر تھا
خراشیں سر سے مری ایڑیوں تک آ پہنچیں
ادھر سے تیر چلے اور ادھر سے شمشیریں
کہیں ہے ضرب تبرکی کہیں ہے نیزے کی
میں اک جہاں کا ہدف ہوں، مجھ سے جیتے جی
کسی بھی ظلم کی تائید کا نہ جرم ہوا
میں بارگاہ شہی میں بھی سربلند رہا

ebooksgallery.com

آئینے سے ترا کیا ناتا

آئینے سے ترا کیا ناتا ہے
ہر کوئی دیکھتا رہ جاتا ہے

اب تو اتنا بھی مجھے یاد نہیں
کون ہر شب مجھے یاد آتا ہے

انتہا دیکھئے ستائے کی
چار جانب کوئی چلاتا ہے

مستقل تم بھی نہیں میں بھی نہیں
وقت آتا ہے گزر جاتا ہے

میں تو اک پیکر موسیقی ہوں
میری رگ رگ میں لہو گاتا ہے

ہجر کی رات قیامت ہے ندیم
چاند گرتا سا نظر آتا ہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

بس اتنا یاد ہے

بس اتنا یاد ہے
میں نے یہیں
ان راستوں کی جھاڑیوں کے پھول سونگھے تھے
یہیں قرنوں کے اس پار ایک صورت میں نے دیکھی تھی
جسے پہچاننے میں چند صدیاں صرف کیں میں نے
سلونا سا وہ چہرہ
اور روشن سی وہ آنکھیں
آج بھی میرا اثاثہ ہیں
مگر میں سوچتا ہوں یہ کہیں پھولوں کی خوشبو کی شرارت نہ ہو
خوشبو گلوں کی ہو کہ جسموں کی
ہمیشہ رات کو دن
اور دن کو رات کا نقشہ دکھاتی ہیں
طلسم اس کا جب انسانوں کے باطن میں اترتا ہے
تو ایسی صورتیں تخلیق کرتا ہے
جنھیں پہچاننے میں چند صدیاں صرف ہوتی ہیں

◆◆◆

ebooksgallery.com

تسلسل

اب کے برسات عجب طور سی گزری مجھ پر
بارش سنگ نے دھرتی کو دھنک ڈالا ہے
بوندیں یوں گرتی ہیں فولاد کی چادر یہ چٹانیں جیسے
دور تک پھیلتی وسعت میں جو تصویریں بنائی تھیں کسانوں نے
ہری زرد سنہری بھوری
ان میں در آئی ہیں معصوم لہو کی دھاریں
اور انسان
وہ تخلیق کا شہکار عظیم
اس کے تو چیتھڑے اڑتے ہوئے دیکھے میں نے
کچھ بزرگوں نے یہ ارشاد کیا ہے
کہ یہ سب قہر خداوندی ہے
اور کل خواب میں جب
خالق ارض و سما سے مری مڈھ بھیڑ ہوئی تو میں نے
سجدے کے بعد ادب سے یہ شکایت کر دی: تو فقط قہر نہیں، مہر بھی ہے
پھر یہ شاداب زمینوں کے ادھڑتے ہوئے بخیے کیا ہیں؟
اور آفاق در آفاق امڈتی ہوئی آواز کی یہ گونج سی دامان سماعت یہ
گری
پھول جس شاخ پہ مرجھاتا ہے
پھر اسی شاخ پہ اگ آتا ہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

اب رب سماوت!

اس سمندر کا تو ساحل نظر آتا ہی نہیں
چاند جانب سی امڈتے ہوئے طوفان چلے آتے ہیں'
میری کشتی جو فقط بلبلہ لگتی ہے افق تا بہ افق لہروں پر
کتنے پہروں سے ہے اک رقص اجل میں مصروف
بادیاں کھولنا بھی ایک قیامت ہے' کہ جب کھلتے ہیں
دھجیاں بن کے بکھر جاتے ہیں
شوکتی ہونکتی ہر آن بپھرتی ہوئی موجوں کے سوا
زندگی کی کوئی آواز کہیں سے بھی نہیں آپاتی
کچھ نہیں اور تو آفاق کی پہنائی میں
کوئی چکرایا ہوا آبی پرندہ ہی نظر آجائے
اس زمیں پر مجھے
اے رب سماوات
کوئی ایک بہانہ تو ملے جینے کا!

◆◆◆

ebooksgallery.com

سب بھٹکتے ہیں ٹھکانے

سب بھٹکتے ہیں ٹھکانے کے لیے
اور سب آتے ہیں جانے کے لیے

آدمی نے پوری جنت ہار دی
صرف اک گندم کے دانے کے لیے

ابتدائی بول ہی سوجھا نہیں
ورنہ کیا کچھ تھا سنانے کے لیے

ذبح کر بیٹھے خود اپنی ذات کو
تم جو زندہ تھے زمانے کے لیے

صف بہ صف گرنے لگی ہیں بجلیاں
اک ذرا سے آشیانے کے لیے

زندگی بھر آگ پھانکی ہے ندیم
اک دیا دل کا جلانے کے لیے

◆◆◆

ebooksgallery.com

جلتے صحراؤں پہ کیوں چھائیں

جلتے صحراؤں پہ کیوں چھائیں گھٹائیں تیری
ان کی خدمات سے نہ تپ جائیں ہوائیں تیری

مجھ کو یا رب مری عریاں بدنی کی سوگند
دین و دنیا پہ تو لپٹی ہیں قبائیں تیری

سنسناتے ہیں خلاؤں میں ترے سیارے
ان کی گردش سے میں سنتا ہوں صدائیں تیری

میں نے جو جرم کیے، میری جبلت تھے، مگر
میرے اللہ! قیامت ہیں سزائیں تیری

اے گنہ گار انا! حشر بپا ہونے تک
آسمانوں پہ نہ پہنچیں گی دعائیں تیری

◆◆◆

ebooksgallery.com

تاریخ

یہ لمحہ جو گزر رہا ہے
اس کو ماضی بننے میں
صرف ایک لمحہ لگتا ہے
وقت مثال ہے ایک بڑی مقراض کی
جس نے
لاکھوں اور کروڑوں صدیوں سے
لمحوں کو کتر کتر کر
اربوں کھربوں سنکھوں کا اک ڈھیر لگا رکھا ہے
اور پھر اس ملبہ پر
انسانوں کی بے خبری کا عطر چھڑک کر
نام اس کا تاریخ رکھا ہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

دستک یہ کمال کر گئی

دستک یہ کمال کر گئی تھی
اک پل میں صدی گزر گئی تھی

پھر نور کا اک وفور سا تھا
اس تک تو مری نظر گئی تھی

کس دل سے اسے وداع کرتا
آنکھوں میں تو ریت بھر گئی تھی

میں بڑھ نہ سکا افق سے آگے
ہاں گرد سفر مگر گئی تھی

دن کی بھی پکار پر نہ ملی
وہ رات جو میرے گھر گئی تھی

سینے پہ پہاڑ بن کے اتری
فریاد جو بے اثر گئی تھی

کجلیاں بھی چٹکنا بھول بیٹھیں
پت جھڑ سے بہار ڈر گئی تھی

◆◆◆

ebooksgallery.com

کرۂ ارض

یہ زمین کتنی اکیلی تھی
جب آدم ابھی تخلیق کے بحران میں تھا
کتنے سناٹوں کے انبار لدے تھی اس پر
کتنی صبحیں تھیں
جو انوار لٹاتی ہوئی آتی تھیں
مگر کوئی انھیں دیکھنے والا ہی نہ تھا
کتنی شامیں تھیں
جھنیں دست شفق حسن کے مفہوم بجھاتا تھا
مگر کوئی انھیں جانچنے والا ہی نہ تھا
پھول کھلتے تھے تو حیران نظر آتے تھے
اپنے ہی پھیلتے گھٹتے ہوئے سایوں کی طرف دیکھ کے ڈرتے تھے شجر
اور دریا تھے تو یوں بہتے تھے
جیسے بیگار میں پکڑا ہو عناصر نے انھیں
بحر کی سطح کچھ اس طرح سے لرزاں تھی، کہ جیسے اس نے
اپنی گہرائی میں جھانکا ہو تو کانپ اٹھی ہو
چاند روٹھا ہوا بچہ تھا تو خورشید کو تنور کی مانند بھڑکنے کے سوا
اور کوئی کام نہ تھا
یہ زمیں تھی کہ کوئی دشت پراسرار تھا آسیب زدہ
حکمراں اس پہ وہ تنہائی تھی
جو ازل اور ابد کی طرح ابہام کے تابوت میں آسودہ تھی

ebooksgallery.com

تب وہ مخلوق زمیں پر اتری
اپنے ہمراہ جو لے آئی محبت کا طلسم
پھر تو ہر چیز کا ہر چیز سے پیدا ہوا اک ربط لطیف
پھول مہکا رلٹاتے تھے تو اشجار کو وجد آتا تھا
چاند کے نور کو پیتا تھا تو انگڑائیاں لیتا تھا سمندر کا شباب
شبنمیں جانب خورشید سفر کرتی تھیں
شامیں تھپکاتی تھیں اور صبحیں پرندوں کے اٹھائے ہوئے ساز نئے
جگانے کے لیے آتی تھیں
گہما گہمی کا وہ عالم تھا
کہ ہر چیز توانائی کی تجسیم نظر آتی تھی
اور خدا وقت کے آئینے میں
اپنی تخلیق کی رعنائیاں جب دیکھتا تھا جھومتا تھا
لیکن اے اہل جہاں
یہ جو ہر شہر کے مرکز میں صلیبوں پہ گڑے ہیں ڈھانچے
یہ جو ہر موڑ پہ عریاں بدنی بکتی ہے
اور تعفن بھری آغوش میں معصومیتیں ٹوٹ کے رہ جاتی ہیں
یہ جو اک لقمہ تر کے لیے چھن جاتا ہے کھیتوں کا سہاگ
یہ جو اک شخص کے قبضے میں رکھا رہتا ہے لاکھوں کا وجود
صبحیں انوار لٹاتے ہوئے نغمات سناتے ہوئی گھبرا جاتیں
شامیں تاروں کے کفن اوڑھ کے مرتی رہتیں
پھول کھلتے تو فقط اس لیے کھلتے کہ انھیں کھلنا تھا
اور اشجار یہ اک ہول سا طاری رہتا
سر دریا کوئی سایہ بھی نہ آنے پاتا
بحر پر غیظ سے بپھری ہوئی موجوں کے بگولے چلتے

ebooksgallery.com

سورج اور چاند سر مصحف افلاک

چمکتے ہوئے دھبے ہوتے

ابن آدم سر فردوس بریں

اپنے خدام فرشتوں کے جلو میں چلتا

اور زمیں دوسروں سیاروں کی مانند

فقط گردش بے سود میں تا حشر بھٹکتی رہتی!

◆◆◆

ebooksgallery.com

کھوج

ماؤں کی گودیں اجڑ رہی ہیں مانگیں بکھر رہی ہیں
کیسی رتیں میرے شہروں پر پل پل اتر رہی ہیں

دن کیوں سنائے بانٹیں کیوں راتیں چیخیں ماریں
میری صبحیں کیوں سسکیں مری شامیں کسے پکاریں

کون ہیں وہ جو نوچ کے لے گئے میرا رنگ گلابی
کس نے بھری میری آنکھوں میں عمروں کی بے خوابی

کس نے میرے باغ لتاڑے کس نے پھول چرائے
کس نے میرا سبزہ روندا کون یہ خاک اڑائے

کھوج لگاتا میں دیوانہ شیش محل تک آیا
ہر جانب فولاد گڑا تھا کوئی نہ رستہ پایا

بیٹھا رہوں گا میں بھی مرتے دم تک تاک لگائے
شاید اک دن میرا لیڑا محل سے باہر آئے

◆◆◆

ebooksgallery.com

تیری جانب سفر حیات مری

تیری جانب سفر حیات مری
تو مرا ہے تو کائنات مری

عکس در عکس تو نظر آئے
بٹ گئی آئنوں میں ذات مری

اپنی اپنی ہماری مملکتیں
سارا دن تیرا ساری رات میری

پوری دنیا سراپا استعجاب
سن کے اک سیدھی سادی بات مری

میں کہ مسجود ہوں فرشتوں کا
عرش تک حد ممکنات مری

میرا اندر ہزار دنیائیں
اور پھر ان گنت جہات مری

میرا فن میرے بعد بھی زندہ
یوں ہوئی موت سے نجات مری

اپنے باطن کا ترجماں ہوں ندیم
میرا ہر شعر واردات مری

◆◆◆

ebooksgallery.com

یوں تو بستی اجڑ کر بھی

یوں تو بستی اجڑ کر بھی بستی رہی
زندگی زندگی کو ترستی رہی

مرمریں چھت پہ بوندیں رہیں رقص میں
کچے گھر پر قیامت برستی رہی

ہاتھ نکلا نہ کیسے سے قارون کا
اس کی تقدیر میں تنگ دستی رہی

لاکھ غوغا ہو ہر سمت مہنگائی کا
آدمیت تو سستی کی سستی رہی

عمر کٹتی رہی پیار کی چھاؤں
دھوپ مجھ کو بظاہر جھلستی رہی

ebooksgallery.com

ایک یادکاروزن

میری یادوں میں سے اک یاد مجھے
تادم مرگ نہیں بھولے گی
میری اس یادکاروزن وہ دریچہ ہے کہ جس میں سے مجھے
کتنے گزرے ہوئے پل صاف نظر آتے ہیں
کچی مٹی کو جو تختی پہ چلاؤں تو یہ دھرتی جیسے
اپنی خوشبو میں مجھے نہلائے
روشنائی میں قلم کو جو ڈبوؤں
تو مجھے روز ازل یاد آئے
لفظ لکھوں سرقرطاس
تو پھولوں کی قطاریں لگ جائیں
حرف کے دائرے سیارے سے بنتے جائیں
اور نقطے وہ چمکتے ہوئے تارے
جو کبھی تیرتے ہیں اور کبھی ڈوبتے ہیں
میرے ماضی کا یہ روزن مجھے دکھلاتا ہے
ہر سو غنچے
وہ جو تخلیق کے موسم میں چٹکتے ہیں
تو ہر رنگ کے دلدار مفاہیم کے انبار سے الگ جاتے ہیں
میرے ماضی کا یہ وہ روزن ہے
جس میں جھانکو تو وہاں
جھٹپٹے اور شفق اور طلسمی سی الوہی سی خموشی کی فضا طاری ہے
اور اک سمت اندھیرے میں دمکتے ہوئے چہروں کی ندی جاری ہے

ebooksgallery.com

یہ وہ منظر ہے کہ جو
علم و منطق کے صحیفوں سے کئی لاکھ گنا بھاری ہے

ebooksgallery.com

ہر لمحہ یہ پیچ و تاب

ہر لمحہ یہ پیچ و تاب کیسا
ہے وقت بھی ہم رکاب کیسا

تکتا ہے سمندر اس کا رستہ
دریا کا پھر اضطراب کیسا

مجبور ہے جب بشر، تو یارب!
اعمال کا پھر حساب کیسا

جب خیر ہی اجر ہے خود اپنا
پھر فلسفہ ثواب کیسا

ہر چیز جہاں بھی تھی، وہی ہے
پھر مژدہ انقلاب کیسا

اب حادثہ غروب کے بعد
کل نکلے گا آفتاب کیسا

میں زندگی بھر جلا بجھا ہوں
دوزخ کا ہے پھر عذاب کیسا

◆◆◆

ebooksgallery.com

وہ جو اک چیز ہے

وہ جو اک چیز پس پردہ ظاہر ہے
وہ کیا ہے؟
کون باطن کے نشیبوں کو گھنگالے
کہ جو باطن میں اترتے ہیں
وہ واپس نہیں آنے پاتے
اور یہ چیز بلاتی ہے مجھے
دن کا ہنگامہ ہو یا رات کا سناٹا ہو

ایک آواز
مسلسل
مرے کانوں سے گزر کر
مرے وجدان میں گھل جاتی ہے
اور پھر گونجتا ہے میرا وجود

کون ہے تو؟
کہ ترے مس میں جو حدت ہے
مری روح کو کھولاتی ہے
کون ہے تو؟
کہ مرے غرفہ باطن پہ تری حلقہ زنی نے
مجھے اک عمر سے سونے نہ دیا
کوئی احساس ہے تو

ebooksgallery.com

یا کوئی جذبہ ہے

کوئی وہم ہے

آسیب ہے

آخر کیا ہے؟

تو کہیں میرا یہ بے چین تجسس تو نہیں

کہ مجھے کس نے سزا دی ہے جئے جانے کی

اور مرنا بھی ضروری ہے تو کیوں

جبکہ خدا باقی ہے

اور باقی سے فنا کی مجھے امید نہیں ہو سکتی

پھر پس پردہ ظاہر

یہ کچوکوں کا تسلسل کیا ہے؟

میرے اللہ!

وہ کیا چیز ہے جس نے مجھ کو

روز اول سے بس اک دانہ اسپند بنا رکھا ہے

یہ کہیں تو تو نہیں؟

◆◆◆

ebooksgallery.com

ذرہ

میرا ہر ذرہ کرہ ہے
جو ہے گردش میں اسیر
ایک گردش بھی جو ٹوٹے تو قیامت آ جائے
لوگ کہتے ہیں کہ تم کیا ہو
فقط مٹی ہو
وہ نہیں سوچتے، مٹی تو ہے ذروں کا ہجوم
اور ہر ذرہ ہے گردش میں اسیر
گردشیں حضرت انسان کے پیکر میں مجسم ہیں
مگر یہ تجسیم
حشر ناگاہ کا امکان لیے پھرتی ہے

میں نے خود اپنے ہی اک اچٹے ہوئے ذرے کو توڑا
تو مرا شعر ہوا ہے تخلیق
اور اس دور کے داناؤں کا کہنا ہے
کہ ذرے میں وہ جوہر بھی ہے
دوزخ کو جو جنت میں بدل سکتا ہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

ہم اس لئے بھی تو بازیچہ

ہم اس لیے بھی تو بازیچہ حیات بنے
کہ کوئی عذر تو بنیاد انبساط بنے

جو مر گئے ہیں وہ انسان بھی شمار کرو
کروڑوں سال جو گزرے ہیں کائنات بنے

فنا کے گھاٹ اترتے رہے یہ سوچ کے لوگ
کسی بہانے کوئی حیلہ ثبات بنے

فقط فریب نظر ہیں شمال اور جنوب
اسی طلسم کے دھوکے میں شش جہات بنے

یہ ظلمتیں بھی تو تخلیق کے کرشمے ہیں
ہزاروں روشنیاں جب بجھیں تو رات بنے

نہ پوچھ ہم سے حقیقت کی جستجو کا مآل
کہ پختہ تر جو یقیں تھے توہمات بنے

ندیم رمز و رعایت کے پینترے نہ دکھا
سخن کی آگ جو دل میں جلے تو بات بنے

◆◆◆

ebooksgallery.com

دھرتی پہ اب آسماں

دھرتی پہ اب آسماں گرا دے
یوں عرش کو فرش سے ملا دے

کس دشت میں، کس مقام پر ہوں
اے میری انا! مجھے صدا دے

کانٹوں سے تو بھر دیا ہے آنگن
اک پھول بھی، اے خدا کھلا دے

یاد آ مگر اتنا بھی نہ یاد آ
کچھ مجھ کو جدائی کا صلہ دے

یہ تیری جفا کا شاہ پارہ
ہر پل ترے ظلم کو دعا دے

دستک کا جواب چاہتا ہوں
در کھول کے صرف مسکرا دے

پیاسا تو میں ہوں ندیم کب کا
پانی مگر آگ سی لگا دے

◆◆◆

ebooksgallery.com

اختر حسین جعفری کے لیے چند شعر

دل میں سوچا تھا کہ ہم عمر بسر کر لیں گے
تجھ سے نظمیں تری سنتے' ترے نغمے گاتے

بس جو چلتا تو ہم اس دور کے ویرانوں پر
چار جانب سے تری نکہت فن برساتے

ہم نے کوشش تو بہت کی' مگر اے یار عزیز
تیرے اوصاف نہیں ہم سے سمٹنے پاتے

یہ حقیقت ہے مسلم کہ ہر اچھا شاعر
اپنی تمثال تو دے جاتا ہے جاتے جاتے

بزم فن میں ترا کوئی بھی نہ ہمسر نکلا
ہم ترے بعد کہاں سے ترا ثانی لاتے

◆◆◆

ebooksgallery.com

ایک ماحول اچھوتا چاہوں

ایک ماحول اچھوتا چاہوں
صحن کے نام پہ صحرا چاہوں

موج دریا جہاں چاہے لے جائے
ناخدا کا نہ سہارا چاہوں

کائناتیں مرے خوابوں کی اسیر
اور قدرت سے میں کتنا چاہوں

تربیت میری زمیں نے کی ہے
میں خلاؤں میں لپکنا چاہوں

بخشوانے کو گناہ آدم
پھر سے فردوس میں جانا چاہوں

دوزخ انسان پہ ہو جائے حرام
رب سے یہ وعدہ فردا چاہوں

خشک پتے نہ شجر سے چھنے
بس یہ احسان ہوا کا چاہوں

ebooksgallery.com

میری ضد کون کرے گا پوری
شام کو صبح کا تارا چاہوں

میرا ہر کام الگ دنیا سے
جس کو چاہوں اسے تنہا چاہوں

ہجر کی کتنی تمازت ہے ندیم
اب کسی یاد کا سایا چاہوں

ebooksgallery.com

بے بسی کے ایک لمحے کی نظم

صبح کی سیر پہ جاتے ہوئے میں آج کہاں آ نکلا
جتنے کہسار ہیں، دھرتی میں دھنسے جاتے ہیں
جھیل کی سطح پہ پتھر کا گماں ہوتا ہے
ریت اڑتی نظر آتی ہے گلستانوں میں
اور غنچہ جو چٹکتا ہے تو گندھک کا دھواں چھوڑتا ہے
دست اشجار میں پتے نہیں، انگارے ہیں
جھاڑیاں دور سے عفریت نما لگتی ہیں
گھاس پر اوس اترتی ہے تو جل جاتی ہے
اور بے سمت ہوا
راہ گم کردہ مسافر کی طرح چلتی ہے
جس طرف جاتا ہوں ٹوٹے ہوئے انسان نظر آتے ہیں
سر کہیں ہاتھ کہیں پاؤں کہیں
خاک پر چار طرف بکھری پڑی ہیں آنکھیں
جس طرف قصر مشیت کی فلک بوس فصیلوں کے سوا کچھ بھی نہیں

◆◆◆

ebooksgallery.com

یکسانیت

میں آنکھ دریچے بند کروں یا کھولوں، ایک ہی منظر ہے
باہر بھی قیامت برپا ہے، اندر بھی حشر کا عالم ہے
باہر جب پت جھڑ کے ہاتھوں پیڑوں کا لباس اترتا ہے
اندر کے دشت بھی ڈھیروں زرد پتاور سے اٹ جاتے ہیں
باہر جب حد نظر تک پھیلا ساگر موجیں مارتا ہے
اندر کے سمندر میں بھی بھنور پڑتے ہیں، کنارے کرتے ہیں
باہر جب تار ٹوٹتا ہے، اندر کوئی نس پھٹ جاتی ہے
باہر جب آنکھیں بھیگ چلیں، اندر چپ سی چھا جاتی ہے
میں آنکھ دریچے بند کروں یا کھولوں، ایک ہی منظر ہے

◆◆◆

ebooksgallery.com

جیسے لفظوں کو تراشا گیا

جیسے لفظوں کو تراشا گیا انگاروں سے
اب تو بارود کی بو آتی ہے اخباروں سے

قصر سلطاں کی فلک بوس فصیلوں پہ نہ جا
انقلاب آئیں تو رکتے نہیں دیواروں سے

نکہتیں ہو نہیں سکتیں کبھی رنگوں کی اسیر
قدغنیں پھاند کے آ جاتی ہیں گلزاروں سے

روح فرہاد نہ ہو کوہ کنی میں مصروف
یہ جو تیشے کی صدا آتی ہے کہساروں سے

حسن بے ساختہ پن سے ہی نمو پاتا ہے
کلیاں گلشن میں چٹکتی نہیں تلواروں سے

ہم نے سجدہ کیا صرف ایک خدا کے در پر
ہم سرافراز گزرتے رہے درباروں سے

فاختائیں بھی ہیں اس دور کی آشفتہ مزاج
شاخ زیتون گرا دیتی ہیں منقساروں سے

ebooksgallery.com

ظرف چھلکیں تو بھگو دیتے ہیں محفل ساری
ویسے ہم کو تو کوئی کد نہیں مے خواروں سے

سامنے جن کے نکالا گیا جنت سے ندیم
جھانکتے ہیں وہی قدسی اسے سیاروں سے

ebooksgallery.com

زمیں کو میں نے کبھی آسماں

زمیں کو میں نے کبھی آسماں نہ ہونے دیا
متاعِ خاک کو یوں رائیگاں نہ ہونے دیا

صنم تراش کے، پھر اس کی گفتگو بھی سنی
کہ میں نے سنگ کو بھی بے زباں نہ ہونے دیا

میں زخم زخم ہوں، اور اس کی داد چاہتا ہوں
لگی جو چوٹ اسے بے نشاں نہ ہونے دیا

یہ راز کیا ہے کہ ارض و سما کے خالق نے
کسی کو، اپنے سوا جاوداں نہ ہونے دیا

طفولیت میں ہے انسان مبتلا اب تک
کسی بھی دور نے اس کو جواں نہ ہونے دیا

وہ فکر جو مرے وجدان میں پنپتی رہی
مرے شعور نے اس کو بیاں نہ ہونے دیا

وہ انجماد مسلط ہے چار سو، جس نے
مرے خیال کا دریا رواں نہ ہونے دیا

بہار رک نہ سکی میرے روکنے سے ندیم
مگر چمن کو سپرد خزاں نہ ہونے دیا

◆◆◆

ebooksgallery.com

صرف اپنا ہی مجھ کو آسرا

صرف اپنا ہی مجھ کو آسرا ہے
ورنہ میری دسترس میں کیا ہے

اک حشر سا حشر میں بپا ہے
بندے کو خدا کا سامنا ہے

خرمن پہ گرائی برق کس نے
افلاک پہ کون دوسرا ہے

میں اپنی زمین کا مسافر
اور چاند پہ میرا نقش پا ہے

درکار ہے دیکھنے کی جرات
ہر شخص خود اپنا آئنہ ہے

سورج کا سراغ کیا ملے گا
جب شب پہ گمان صبح کا ہے

امیدوں کے جل رہے ہیں خیمے
یا قافلہ سا لٹا پڑا ہے

ebooksgallery.com

دی میں نے بھی عدل کی دہائی
یہ زہر مرا چکھا ہوا ہے

ہر ظلم کو مسکرا کے سہنا
تیرا ہی ندیم حوصلہ ہے

ebooksgallery.com

سہارا ہے مجھے جس کے

سہارا ہے مجھے جس کے محیط کبریائی کا
اسی سے مجھ کو شکوہ ہے دعا کی نارسائی کا

مری فرد عمل پر گر فرشتے معترض ہوں گے
تو الزام ان پہ دھر دوں گا غرور پارسائی کا

سحر سورج کے رود نور سے سج کر نکلتی ہے
کہ ہے ہر خوبصورت چیز کو حق خود نمائی کا

وہ میرے پاس آئے اور جانا بھول ہی جائے
خدایا! آج کی شب تو بھرم رکھ لے خدائی کا

مرے سب درد تیری یاد کی لو میں چمکتے ہیں
سو اب تک معترف ہوں میں تری درد آشنائی کا

میں اس ویرانہ احساس میں آسودہ خاطر ہوں
کہ تنہائی کی جنت اجر ہے تیری جدائی کا

◆◆◆

ebooksgallery.com

کوئی امکاں نہیں تجھ تک

کوئی امکاں نہیں تجھ تک رسائی کا
ادا حق ہو گیا تیری جدائی کا

ہمیشہ کے اکیلے پن سے گھبرا کر
کوئی دعوی نہیں کرتا خدائی کا

مجھے تو حسن نے مبہوت کر ڈالا
غلط شہرہ ہے میری پارسائی کا

اندھیرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے
کہ شب کو بھی تو حق ہے خود نمائی کا

اسیر زندگی کا وقت آخر ہے
اب اگلا مرحلہ ہو گا رہائی کا

میں ٹھوکر کھا کے گرتا ہوں تو یاد آئے
بہت چرچا ہے جس کی کبریائی کا

◆◆◆

ebooksgallery.com